مہیج الاحزان
علامہ حسن بن محمد علی یزدی
اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا
ولی العصر ٹرسٹ
ولی العصر ٹرسٹ

مہیجّ الاحزان

تالیف
آقائی حسن بن محمد علی یزدی

مترجم
مولانا سیّد ظل حسنین زیدی سرسوی

پیش کش: سیّد محمد شبّر عباس

ولی العصر ٹرسٹ
رتہ متہ ضلع جھنگ

سبیل سکینہ

نام کتاب	مہیج الاحزان
نام مولف	آقائی حسن بن محمد علی یزدی
نام مترجم	مولانا سید ظل حسین زیدی سرسوی
سال طباعت	۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۱ھ
تعداد	۱۰۰۰
کتابت	حضرت کیلیانوالہ
مطبع	
ہدیہ	
ناشر	

ولی العصر، رتہ متہ ضلع جھنگ

اسٹاکسٹ

افتخار بک ڈپو۔ مین بازار اسلام پورہ لاہور

میں آراستہ کرے کہ عظمت و تقدیس مجلس عزا مخالفین پر واضح ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ منبر اور تخت پوش پر سیاہ چادر ڈالنا ضروری ہے علم اور ضریح مبارک بھی رکھنا نشان عزاء امام حسینؑ ہے پس عزا خانوں کو آراستہ کرنا مستحب ہے۔

سیاہ پوشی، (عمامہ و عبا اور موزے کے علاوہ) غیر از ایام عزا مکروہ ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک قسم اظہار عزا انشاء اللہ خالی از اجر نہیں ہے۔ منہ پہ طمانچہ مارنا اور خراشیں ڈالنا، سر کے بالوں کو نوچنا (علاوہ ایام عزاء اہلبیت) علماء نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علماء کرام کے نظریات کی تائید فرمائی ہے اور مذکورہ امور کو بجا لانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ خالد بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وَلَا شَیْءَ فِی لَطْمِ الْخُدُوْدِ سِوَی الْاِسْتِغْفَارِ۔ کہ میت پر اپنے کپڑے پھاڑنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن ادریس کے نزدیک مطلقاً حرام ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک۔ اپنے باپ، ماں، اور بھائی کی میت پر ان امور کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان علماء نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس فعل کو مد نظر رکھا ہے کہ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کی میت پر اس کا عملی اظہار کیا ہے۔

خالد بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی خوف نہیں ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میت پر اپنا گریبان پھاڑے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کی میت پر اپنا گریبان چاک کیا تھا پس مزید فرمایا کہ باپ اپنے اولاد کی میت پر اور شوہر اپنے زوجہ کی میت پر لباس چاک کرے (خصوصاً گریبان) تو کوئی خوف نہیں ہے۔

یہ بھی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت سید الشہداء امام حسینؑ نے مکرّر وصیت فرمائی ہے کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو کپڑے چاک نہ کرنا۔ منہ پر طمانچہ نہ مارنا اور کلمۂ افسوس و ہلاکت سے اجتناب کرنا بلکہ بعض روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ زانو پر بحالت افسوس ہاتھ مارنا بھی منع وارد ہوا ہے۔ موسیٰ بن بکیر نے حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں۔ کہ مصیبت کے وقت زانوں پر ہاتھ مارنا۔ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان دلائل کو مدنظر رکھا اور عزاء امام حسینؑ میں مذکورہ امور سے پرہیز کرنا محل تامل ہے امام حسینؑ کے غم میں گریبان چاک کرنے کی بہ نسبت دل کا غم زدہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسے امور کا مظاہرہ نہ ہو سکے گا کہ جو منافی عزا ہیں۔ اور یہی چیز روح عزاداری ہے۔ (از مترجم مصائب امام حسینؑ میں بالوں کا نوچنا سینہ کوبی اور زانو پر دست افسوس مارنا یہ سب فطری امور ہیں اور محبت کے تقاضوں پر حد عائد نہیں ہو سکتی)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد بنی ہاشم نے پوست (کھال) کے لباس پہنے اور موسم گرما و سرما بھی خیال نہیں کیا اور رات دن بے قراری میں گزرا بلکہ ہمیشہ نوحہ و زاری اور گریہ و بکا شعار رہا۔ نہ کھانے کی پرواہ، نہ آرام و استراحت کا خیال۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام طعام وغیرہ کا بند و بست فرماتے اور بنی ہاشم اور چند امام عالیمقام اس قدر روتے تھے کہ آنکھوں کے اشک خشک ہو جاتے تھے کیا مذکورہ امور عزاء کے بارے میں جو کہ افعال فاطمیات ہیں توقع کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے منہ پر طمانچے نہ مارے ہوں یا زانو پر ہاتھ مار کر اظہار غم نہ کیا ہو جب کہ محاورۂ عرب میں نوحہ بمعنی

لطام ہے یعنی کہ نوحہ کے معنی ہی اپنے منہ پر طمانچہ مارتے کے ہیں۔ البتہ سر کے بال نوچنا، اور منہ پر خراشیں ڈالنا۔ ان دونوں امور محل اشکال ہیں۔ تیغ اپنی پیشانی پر مارنا۔ یا اپنے بازو کو زخمی کرنا یہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ لیکن اعضاء کو زخمی کرنا اور دہن کو قفل لگانا یعنی کوئی کلمہ زبان سے نہ کہنا۔ اور اسی قسم کی اور باتیں جو عوام کا اعمال ہیں۔ یہ مصیبت کا اظہار نہیں ہے۔ دراصل اظہار مصیبت یہ ہے کہ دل غمگین ہو گویا کہ دل نے لباس غم پہنا ہو۔ اور سوزش قلب کا اظہار آنکھوں کے اشکوں سے کیا جائے اور آہ سوزاں سینہ سے نکلے۔ ہاں چونکہ شیطان انسان پر جلد قابو پا لیتا ہے۔ اور ہر عمل خیر کو بیک نفس ضائع کر دیتا ہے چنانچہ ارکان اسلام مثل نماز و زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ کو بھی خراب کر دیتا ہے کہ سو مشکل سے اشخاص ہیں سے ایک دو شخص بقواعد شرعیہ ان پر عمل کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جلد تر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔

لَا يَبْقىٰ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔

یعنی کہ ایمان میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر لفظ ایمان یعنی کہ ایمان نام کی حد تک باقی رہے گا۔ اور اسلام میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر رسم باقی رہ جائے گی۔ روح ایمان و اسلام دونوں ہی جاتی رہیں گی۔ اور اس حدیث کے مطابق ایسا ہی مشاہدہ بھی ہے کہ اکثر شہروں میں اکثر لوگوں نے اسلام و ایمان میں نصرت سے کام لیا ہے۔ اور اسلام و ایمان کے متحقق فوائد ہیں ان سے محروم ہیں اس ضمن میں یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بہت زیادہ مجالس عزا اس میں کہ جن میں لوگوں نے تصرف کر کے ان کی افادیت ختم کر دی ہے۔ اور ان میں معاصی امور شامل کرتے ہیں۔ مثل اس کے کہ اشعار پڑھنے میں غنا کی صورت پیدا کرتے ہیں۔ ریاکاری شامل ہوتی ہے۔

کذب بیانی افتراء (بہتان) وغیرہ ہوتا ہے اور لوگوں پر نظر رہتی ہے کہ وہ خوش ہوں خواہ خدا خوش ہو یا نہ ہو۔ یہ برائے نام عزاداری ہے۔ اور تعزیت کے علاوہ سب چیزیں داخل ہوتی ہیں اور اسی کو شعائر اسلام کا قائم کرنا تصور کرتے ہیں حالانکہ ایسی صورت میں اسلام کے ضائع ہونے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ یعنی اس صورت میں اسلام ضائع ہوتا ہے۔ تعظیم شعائر اللہ یہ نہیں ہے کہ غلط اور دروغ چیزیں یا روایات بیان کی جائیں۔ اس طرح اسلام خفیف ہوتا ہے اور اس روش سے علماء اعلام حضرات کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کہ لوگ بالائے منبر جاتے ہیں اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نائب رسول خدا سمجھتے ہیں اور تمام ایام عزا، محرم سے لے کر صفر تک ایسے لوگ اپنی تجارت چمکاتے ہیں۔ ذاکرین و واعظین حضرات کو مواعظ ذکر و اذکار، روضہ خوانی "قربۃ" الی اللہ کرنی چاہیئے خواہ لوگ کسی ذاکر سے خوش ہوں یا نہ ہوں البتہ خدا اور رسول اور ائمہ کی خوشنودی مدنظر رکھنی ضروری ہے۔ اے برادر اگر عام لوگ بوجہ کم علمی ایسا کرتے ہیں تو تجھے خوشنودی خدا کے لیے عزاداری کرنی لازم ہے۔ اگر لوگ دنیا کے لیے عزاداری کرتے ہیں تو تجھے آخرت کے لیے عزاداری کرنی چاہیئے۔ اگر لوگ اس میں معصیت شامل کرتے ہیں تو تجھے اس میں تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جانے پر خوشی نہیں ہوتی۔ کہ ہر ایک شخص مع اپنے اہل و عیال زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کو سبب شہرت بناتا ہے۔ امام عالیمقام نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اگر لوگ بوجہ حصول شہرت زیارت کے لیے جاتے

ہیں تو قربۃً الی اللہ زیارت کے لیے جا اور زیارت کے لیے جانا ترک نہ کر فرمایا آیا۔ اظہار اندوہ و غم اور اقامۂ عزا ہمہ ایام اور ہمہ وقت مستحب ہے؟ یا مخصوص امام عزاء کے ساتھ؟ فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی عالم اس پر متعرض ہوا ہو۔ لیکن بدلائل یہ ثابت ہے کہ عزاداری ہمہ وقت لازم ہے۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام کا عمر بھر گریہ و بکا اور بنی ہاشم کے گھروں سے پانچ سال متواتر کھانا پکانے کے لیے دھوئیں کا بلند نہ ہونا حکایت کرتے ہیں کہ اقامۂ عزا ہمہ وقت مستحب ہے

(از مترجم: اگر مخالفین کسی امر مستحب کو مٹانا چاہیں۔ تو اس مستحب کو باقی رکھنا واجب و لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس مستحب کی حفاظت کرنا۔ ہر دیندار پر فرض ہو گا کہ اس مستحب کو نہ مٹنے دے عزاداری کی مخالفت ہر دور میں ہوتی رہی ہے اور آج بھی مخالفت جاری ہے۔ پس عزاداری برقرار رکھنا واجب و لازم ہے۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب عقیدہ و عمل اور نجات ملاحظہ فرمائیں)

ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک امام کے وقت میں کوئی نہ کوئی شاعر ضرور رہا ہے کہ جو بحضور امامؑ مرثیہ امام حسینؑ سناتا تھا اور امام عالیمقام اور ان کی بزم میں حاضر ہونے والے سب ہی گریہ کرتے تھے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ مجلس عزاء امام حسینؑ منعقد نہ ہوتی ہو اور اہلبیتؑ اور خود امام عالیمقام گریہ نہ فرماتے ہوں۔ بلکہ جو اصحاب موجود ہوتے وہ بھی گریہ فرماتے۔ پس عزاداری ہمہ وقت مستحب ہے اور امام کا عمل بذاتہ مستحب ہے اور ہمارے لیے حجت ہے۔ چنانچہ یونس بن یعقوب روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اے جعفرؑ میرے مال میں سے اس قدر مال برائے

عزاداری وقف کردے۔

تا کہ عزاداران ہمارے در پر تعزیت ادا کریں اور نوحہ و بکا کریں تو ان کے لیے اہتمام کر چنانچہ دس سال تک اہتمام عزا ہوتا رہا۔ شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ مراد تھی کہ لوگوں میں عزاداری امام حسینؑ کی طرف رجحان پیدا کیا جائے۔ اور لوگ ہماری تاسی میں اہتمام عزا مستقل طور پر انجام دیں اس کے انتظامات کے لیے صاحبان حیثیت وقف مالیات کو ذریعہ بنائیں اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اہلبیت اطہار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ جائیداد اور مال برائے عزاداری امام حسینؑ وقف کرتے تھے اور اگر دوسرے لوگ جو اہلبیتؑ طاہرین کو اپنا دینی رہبر و پیشوا مانتے ہیں اقتدار کریں۔ اور عزاء امام حسین کا رواج عام ہو۔ پس ہمہ وقت اقامۂ عزا میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اس امر میں اشکال ہے کہ جب کہ اقامۂ عزا مستحب ہے تو کیا ان ایام میں جو اہلبیتؑ طاہرین کی خوشی و مسرّت کے دن ہیں جیسے نویں ربیع الاول، روز عید غدیر، اور اسی نوعیت کی اور دیگر خوشی کی تاریخیں، مثلاً روز مباہلہ عیدین کے دن ۱۷ ربیع الاول، تیرہ رجب وغیرہ وغیرہ یا خصوصاً تیسری شعبان، میں اظہار خوشی و مسرت مطلوب ہے آیا ان تاریخوں میں عزاء امام حسینؑ مستحب ہے یا متروک اگر مذکورہ تاریخوں میں خوشی و مسرت ہے تو حزن و ملال بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں اور ایک ہی شخص واحد سے ہر دو امور کا بجا لانا بے وجہ ہے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اجتماع امر و نہی کی کوئی نظیر (مثال) نہیں ملتی۔ چونکہ مطلوبیت مسرت تاریخ ہائے مذکورہ میں مخصوص ہے۔ اور مستحب ہے لیکن حضرت سید سجاد علیہ السلام کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ